خطبۂ صدارت

جو

جناب محمد عبدالخالق انصاری ایڈووکیٹ

صدر جموں کشمیر محاذ رائے شماری

نے

محاذ کے ساتویں کنونشن

منعقدہ 30-29 مئی 1981ء

کے موقعہ پر

بمقام کوٹلی (آزاد کشمیر) میں پیش کیا۔

جون 1981ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرامی قدر مندوبین اور مہمانانِ عزیز!

آج مجھے آپ کے مردم خیز خطہ، تحریک آزادیٔ کشمیر کے جیالوں کی سرزمین کوٹلی میں آپ سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہونے پر انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے اہالیانِ کوٹلی کی، وطنِ عزیز، ایرانِ صغیر، مظلوم و مقسوم ریاست جموں کشمیر سے بے پناہ محبت اور اس کی آزادی کی خاطر دی جانے والی قربانیوں پر بجاطور پر فخر ہے۔ میں ان بہادر، جانبازوں، جانثاروں کے حضور، جنہوں نے وطن مالوف کی تحریکِ آزادی اور اہلِ جموں کشمیر کے حقِ خودارادیت کے لئے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ ہمارے ان جانبازوں نے ہمیں آزادی کی منزل کی راہ دکھائی۔ لیکن افسوس کہ ہم راہ کو منزل سمجھ بیٹھے اور اس طرح 34 سال گزر جانے کے باوجود ہمارا پیارا وطن اغیار کے چنگل میں ہے۔ ہمیں اپنے اس عظیم مقصد کی خاطر اپنی صفوں میں جہاں اتحاد، اعتماد اور ایثار پیدا کرنا ہوگا وہاں ہمیں بھیڑ نما بھیڑیوں سے بھی چوکنا رہنا ہوگا۔

عزیزانِ محترم! آپ سب نے جس خلوص، صدقِ دل اور امید سے مجھ جیسے ناتواں فرد پر تحریکِ آزادی کی خاطر مصروفِ عمل تنظیم کے منصب، صدارت کا بارِ گراں ڈالا ہے میں اپنے آپ کو گوناگوں مصروفیات، عمر، صحت اور موجودہ حالات کے مطابق اس کا اہل نہیں سمجھتا، تاہم آپ بحضورِ باری تعالیٰ دعا کریں کہ وہ اپنے فضل سے مجھے اس بار سے خاطر خواہ طور پر عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔ (آمین)۔

دراصل میری یہ خواہش رہی ہے کہ اب ہمارے نوجوانوں کو اس تحریک کے کاموں میں آگے آنا چاہیے۔ جو اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تحریک کے کاموں کو موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق آگے بڑھائیں۔

میرے عزیز ہم وطنو! ریاست جموں کشمیر جو ایشیا کا سوئیٹزرلینڈ ہے ابھی تک غیروں کے قبضہ میں ہے اور اس پر اغیار نے اپنے خونی پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ آزادی کی کوئی روشن کرن نظر نہیں آ رہی ہے۔ ہماری یہ ریاست جس کا ماضی ہمیشہ عظیم روایات کا حامل رہا ہے، اس کے عوام نے ہمیشہ مذہبی، علاقائی اور نسلی امتیازات سے بالاتر عظیم مثالی معاشرہ کی شکل میں یگانگت، بھائی چارہ اور اخوت کی روشن مثال قائم کر رکھی ہے۔ لیکن پچھلی تین صدیوں میں غیر ملکی قابض اور شخصی حکمرانوں نے ہماری ان روایات کو پامال کیا اور ایسا ظلم وستم روا رکھا جو ہماری تاریخ کا المناک حصہ بن چکا ہے۔ ہم اب تک اسی گرداب میں ہیں اور اس سے نجات کی راہ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اسی جور وستم کے خلاف ریاستی عوام نے ڈوگرہ آمریت کو للکارا۔ یہ وہ دور تھا جب ہندوستان کے عوام خوابِ غفلت میں سوئے ہوئے تھے۔ ہماری یہ تحریک مختلف ادوار سے گزرتی ہوئی 1947ء میں پھر ایک ایسے بھنور میں پھنس کر رہ گئی جب ہندوستان دو آزاد مملکتوں میں تقسیم ہو گیا۔ اس وقت ہماری غلط پالیسیوں

اور کوتاہیوں کی وجہ سے مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کانگریس کو ریاست میں مداخلت کا موقع ملا۔ جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اپنی چال بھول کر رہ گئے۔ اور چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔ مصداق ہم اس دھارے میں بہہ گئے اور آزادی کا واضح نصب العین رکھنے کے باوجود اس گرداب سے نہ نکل سکے اور آزادی کی منزل قریب ہونے کی بجائے دور ہوتی چلی گئی۔

واجب الاحترام دوستو!

ریاست جموں کشمیر اس وقت عملی طور پر چار حصوں میں منقسم ہے اور ریاست کے دو اطراف جو کچھ ریاستی عوام پر بیت رہی ہے اس سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتی ہیں۔ اس مصنوعی اور خونی لکیر نے ہزاروں مسائل پیدا کئے۔ ریاست کی معیشت تباہ و برباد ہو کر رہ گئی۔ میں جہاں آپ سے مخاطب ہوں یہاں سے جنگ بندی کی یہ مصنوعی لکیر کتنی دور ہے؟ کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ پرندے تو آزادانہ گھول پھر سکتے ہیں لیکن اس کے باسیوں پر پابندی عائد ہے۔ حالانکہ حدِ متارکہ جنگ کا مقصد جنگ بندی تھی نہ کہ عوام پر آمد و رفت کی پابندی؟۔ ایک حصے سے دوسرے حصہ میں جانے والوں پر غیر ملکی ایجنٹ کا الزام اب تو روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ کشمیری نہ ہندوستان کے ایجنٹ ہیں اور نہ ہی پاکستان کے ایجنٹ ہیں۔ البتہ ہم ریاست کے عوام کے ایجنٹ ضرور ہیں اور اس پر ہمیں فخر ہے۔ ہم ان وظیفہ خوروں کے ٹولے سے نہیں ہیں جو ضمیروں کو گروی رکھ کر وطن کو غلام بنانے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ اس ضمن میں ہم نے بارہا حکمرانوں پر زور دیا کہ یہ پابندیاں فی الفور ختم کی جائیں تاکہ مدتوں سے بچھڑے بھائی بہن اور عزیز و اقارب آپس میں مل سکیں۔

معزز مندوبین حضرات!

جیسا کہ میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ ریاست کو چار مصنوعی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس میں سے سب سے بڑا حصہ ہندوستانی سامراجی حکمرانوں کے قبضہ میں ہے۔ اس حکمران ٹولے کی بے غیرتی کی انتہا ہے کہ کشمیر کو ہندوستان کا جزو لاینفک سمجھتا ہے اور کشمیریوں کے بنیادی حق خود ارادیت سے ہی منکر ہے۔ اس کے نزدیک کشمیریوں کا کوئی پیدائشی حق خود ارادیت نہیں، اور وہ ہمیں اپنے باپ دادا کی جاگیر سمجھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محاذ نے ہمیشہ ہندوستان کو کھلا اور واضح دشمن نمبر ایک سمجھا ہے اور ہم نے اس کے خلاف علی الاعلان جنگ کا اعلان کر رکھا ہے اور ہمارا قوم سے یہ عہد ہے کہ یہ جنگ اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک ایک بھی ہندوستانی سپاہی ہماری مقدس سرزمین میں موجود رہے گا۔ اس کے خلاف یہ مسلح جدوجہد نہ صرف اندرون ملک بلکہ ہر جگہ لڑی جائے گی۔ ہم آخری سانس تک سمندروں اور فضاؤں میں اس کا پیچھا کرتے رہیں گے۔ یہ جدوجہد قومی آزادی کے حصول تک ہر حالت میں جاری رکھی جائے گی خواہ ہمیں اس کے لئے دار و رسن سے بار بار ہی کیوں نہ گزرنا پڑے۔

حدِ متارکہ کے اس طرف کشمیر کے شمال مشرق میں خاصا بڑا علاقہ اس وقت عوامی جمہوریہ چین کے زیر انتظام ہے۔ یہ علاقہ ہندوستان اور چین کے درمیان 1962ء کی جنگ کے نتیجہ میں چین کی تحویل میں چلا گیا۔ عوامی جمہوریہ چین نے اگرچہ واضح لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ ان علاقوں کا حتمی تصفیہ وہ کشمیر کی اصل عوامی قانونی حکومت سے طے کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ چین کی موجودہ قیادت اب بھی اسی موقف پر قائم رہے گی۔ اس موقع پر ہم سب عوامی جمہوریہ چین کے شکر گزار ہیں کہ اس نے

ہماری قومی آزادی کی ہمیشہ حمایت اور تائید کی ہے اور توقع رکھتے ہیں کہ یہ تائید وحمایت آئندہ بھی جاری رہے گی کیونکہ یہ ایک قوم کی آزادی کا سوال ہے۔ یہ انصاف کی بات ہے اور انصاف پسند جمہوری اور قومی آزادی کی پرستار قومیں کبھی ظلم اور بے انصافی کا ساتھ نہیں دیا کرتیں۔

قابل احترام ساتھیو!

ریاست کا تیسرا بڑا حصہ 28 ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا ہے جسے گلگت و بلتستان کہتے ہیں۔ آج ہمارے حکمرانوں کی نادانی اور حماقتوں کی وجہ سے اسے شمالی علاقہ جات کہا جارہا ہے۔ گلگت و بلتستان کشمیر کا اسی طرح لازمی حصہ ہے جس طرح پونچھ کوٹلی کشمیر کا حصہ ہے۔ ہم نے اس معاملہ میں حکومت پاکستان سے کئی بار کہا کہ ان علاقوں کو آزاد کشمیر حکومت کے زیر انتظام دیا جائے لیکن ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ اسے اب مارشل لا زون ای بنادیا گیا۔ گویا یہ بھی پنجاب سرحد کی طرح پاکستان کا حصہ ہے۔ پاکستان ہی کے اٹارنی جنرل نے پاکستان کی سب سے بڑی عدالت میں تسلیم کیا تھا کہ گلگت و بلتستان کشمیر کا حصہ ہے۔ آزاد کشمیر کی دیگر تمام جماعتوں کا متفقہ مطالبہ رہا ہے کہ ان علاقوں کو آزاد کشمیر کے ساتھ ملا دیا جائے تاکہ یہاں کے غیور اور بہادر عوام ترقی کی منزلیں طے کریں اور انسانی حقوق حاصل ہوں اور آزاد کشمیر کے عوام کے ساتھ مل کر جدوجہد آزادی کو آگے بڑھائیں۔ محاذ کے کارکنوں کو بجا طور پر فخر ہے انہوں نے یہاں کے لوگوں کے حقوق اور عزت نفس کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لیکن حق اور سچائی سے منہ نہ موڑا اور ہمارا یہ مطالبہ جب تک پورا نہیں ہوتا ہم جدوجہد جاری رکھیں گے۔

مندوبین حضرات!

اس آزاد علاقہ میں جسے "آزاد" کہنا ہی لفظ آزاد کی توہین ہے، 34 سال گزر چکے ہیں، ابھی تک آزادی کی نعمت ہم نے یہاں نہیں دیکھی۔ آزاد حکومت کے قائم کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اس جگہ کو بیس کیمپ بنا کر آزادی کی جنگ جاری رکھی جائے گی لیکن عملاً اس کے الٹ ہوتا رہا، اس طویل عرصہ میں وہ ڈرامے اور ناٹک رچائے گئے جس پر شیطان بھی شرمندہ ہے اور ہر حکومت کے ساتھ جو ذلت آمیز سلوک روا رکھا گیا اسے کون بھول سکتا ہے۔ اب تو یہاں کسی جمہوری ادارہ کا تصور بھی موجود نہیں۔ سیاسی کارکنوں پر تشدد آج بھی جاری ہے، اخبارات پر سنسر ہے اور ذہن و قلب پر قدغن ہے۔ ہمارا موقف ہمیشہ واضح رہا ہے۔ ہمارے نزدیک جب تک آزاد علاقہ بشمول گلگت و بلتستان و مہاجرین مقیم پاکستان میں آئین ساز اسمبلی وجود میں نہیں آتی اور ایک ایسی حکومت وجود میں نہیں آتی جس کو مالی، قانونی اور ہر قسم کے اختیارات حاصل ہوں اور حکومت کے تعلقات حکومت پاکستان سے محکمہ خارجہ کے توسط سے ہوں اس کے تمام ذرائع و وسائل اس کے کنٹرول میں ہوں یہ حکومت اقوام عالم میں اپنا مسئلہ خود پیش کرے۔ ایک ایسی حکومت وجود میں آئے کہ جب اس کے شہری دوسرے ملکوں میں جائیں تو اپنے آپ کو ایک آزاد مملکت کے شہری کہلوا سکیں اور ساتھ ساتھ اندرون ملک سے جہالت، غربت، بیماری اور محرومی کا خاتمہ ہو سکے۔ یہ وہ بنیادی مقاصد تھے جن کو پس پشت ڈالا گیا، 34 سال سے آئین سازی کا حق نہ دے کر پوری قوم کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ یہ کب تک چلے گا۔ ہر نام نہاد حکومت کا کیا کیا حشر ہوا اس سے کون واقف نہیں؟ اس سے زیادہ اور

شرم بات کیا ہوگی کہ آزاد کشمیر کے کسی بجٹ میں تحریک آزادیٔ کشمیر کے لئے ایک پائی بھی مختص نہیں کی گئی سرکار نواز اور اقتدار پرست ٹولہ اس ذلت کا کیا احساس کرسکتا ہے۔ ہم دوسرے درجہ کے شہری بن چکے ہیں، کیا فوج کے حوالداروں، کلرکوں بریگیڈروں کی حکومت ہی ہمارے مقدر میں ہے، جب تک یہ صورت حال نہیں بدلے گی، ہم نہ تو بہتر طور پر تحریک آزادیٔ کشمیر کو آگے بڑھا سکتے ہیں اور نہ لوگوں کے مسائل کو حل کرسکتے ہیں۔اس لئے محاذ کے کارکنوں کو چاہیے کہ وہ اس تنظیم اور انقلابی تبدیلی کے لئے قریہ قریہ گاؤں گاؤں میں پھیل جائیں اور لوگوں میں قومی جذبے کا احساس اور شعور پیدا کریں کیونکہ بنیادی طور پر کام کرنے کے لئے یہ سلسلہ ناگزیر ہے ورنہ آزادی کا کارواں آگے کبھی نہ بڑھ سکے گا۔

معزز حضرات !

یہ وہ بنیادی عوامل ہیں جن کی وجہ سے محاذ کا قیام عمل میں آیا تھا۔محاذ کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ سب سے پہلے عوام میں صحیح سیاسی شعور پیدا کیا جائے تاکہ عوام سچ اور جھوٹ میں تمیز کرسکیں اور ہر فرد غلامی اور آزادی کے فرق میں تمیز کرسکے،سب کو یہ معلوم ہو کہ آزادی کے ثمر کیا ہیں اور غلامی کی لعنتیں کیا ہیں؟۔

محاذ نے ایک واضح نصب العین عوام کے سامنے رکھا جس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے اور پھر علی الاعلان کہا ہے کہ قومی آزادی کے حصول کے لئے صرف ایک راستہ ہے۔وہ راستہ مسلح عوامی جدوجہد کا راستہ ہے،محاذ کے کارکنوں نے اس نعرے کو محض نعرے بازی کی خاطر نہیں اپنایا بلکہ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ قومی آزادی کے حصول کے لئے واحد راستہ یہی ہے ہمیں نہ تو اقوامِ متحدہ کی قراردادیں آزادی دلاسکتی ہیں اور نہ شملہ معاہدہ ہماری آزادی کا ضامن ہے بلکہ یہ معاہدے ہماری غلامی کی رات کو اور طویل کررہے ہیں،محاذ نے ہمیشہ واشگاف الفاظ میں اعلان کررکھا ہے،کشمیر کے مسئلے کا صرف اور صرف پچاسی لاکھ سے زائد انسان فریق ہیں۔اگر کوئی شخص کشمیریوں کے علاوہ کسی اور کو بھی فریق سمجھتا ہے تو وہ اس صدی کا سب سے بڑا احمق ہے،آج نوبت یہاں پہنچ چکی ہے کہ اسلامی کانفرنسوں میں کشمیر کا نام تک نہیں ہوتا۔اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کے صدر اس مسئلے کو معاہدہ شملہ کے ساتھ لازم وملزوم کرتے ہیں۔حالانکہ معاہدہ شملہ میں تو اس مسئلے کو علاقائی تنازعہ بنا کررکھ دیا گیا،جب کہ ہمارے نزدیک یہ قوم کی آزادی کا سوال ہے۔

واجب الاحترام مندوبین حضرات !

ان حالات میں محاذ کے تمام کارکنوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ عوام میں پھیلیں اور ان میں سیاسی شعور پیدا کریں، تاکہ انہیں آزادی اور غلامی کا فرق معلوم ہوسکے۔وہ پہچان سکیں کہ ان کی آزادی کے اصل دشمن کون ہیں جن کے خلاف انہوں نے جنگ لڑنی ہے۔اس طریقے سے ہی آپ اپنی جماعت کو منظم کرسکیں گے،کیونکہ ایک مضبوط اور فعال جماعت کے بغیر آگے قدم بڑھانا مشکل ہوتا ہے،تب ہی جاکر آپ اپنے دشمنوں کے خلاف مسلح جدوجہد کو عملی شکل دے سکتے ہیں،میں اس موقع پر اپنے عظیم قائد انقلابی ساتھی جناب مقبول احمد بٹ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جس نے عملی نمونہ آپ کے سامنے پیش کیا۔آج ہندوستان کی جیل کے اندر موت اور حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے،یاد رکھو اس جیسے نوجوان کا وجود قومی سرمایہ ہے،اور مائیں خال خال ہی ایسے سپوتوں کو جنم دیتی ہیں۔

ہمیں جدوجہد کے میدان سے ہٹانے کی متعدد بار کوششیں کی گئیں، ظلم وستم کا وہ کون سا حربہ ہے جو ہم پر آزمایا نہیں گیا۔ لیکن محاذ کو یہ فخر ہے کہ اس کا ایک ایک کارکن ہمیشہ کندن بن کر نکلا ہے، آج بھی ہمارے کارکن اسی ہمت وشجاعت اور خلوص سے آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ کارروان اس وقت تک آگے کی طرف بڑھتا رہے گا۔ جب تک وطن عزیز سے ایک ایک غیر ملکی باہر نہیں نکل جاتا اور اس سرزمین کے اسی لاکھ عوام اس کے حقیقی مالک نہیں بن جاتے۔ اب وہ وقت دور نہیں بشرطیکہ ہماری ہمتیں جواب نہ دیں۔

میرے دوستو! آزادی ہمارا مقدر ہے اور یہ حاصل ہو کر رہے گی، دنیا کی کوئی طاقت خواہ وہ کتنی ہی سپر کیوں نہ ہو، ہمیں اس آزادی سے زیادہ دیر تک محروم نہیں رکھ سکتی۔

معزز حضرات!

محاذ نے ہمیشہ قومی آزادی کی جنگ کو تیز تر کرنے میں ساری صلاحیتیں صرف کر رکھی ہیں۔ کیونکہ بنیادی اہمیت اسی کو حاصل ہے۔ اس غلامی کی وجہ سے ریاست کے دونوں طرف ظلم وستم، بربریت غربت، افلاس، بیماری اور دکھوں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اس لئے ہم بنیادی طور پر غلامی کی لعنت کو ختم کرنا چاہتے ہیں، کشمیر کے لوگ اب بیدار ہو رہے ہیں، ہمالیہ کے دامن میں چنگاری سلگ چکی ہے۔ اس چنگاری کو کوئی نہ بجھا سکے گا۔ بلکہ اس چنگاری نے اپنے دشمنوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ہے۔

ان تمام حالات کے باوجود محاذ کے کارکنوں نے مقامی نوعیت کے مسائل کو کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔ مسائل کی ایک لمبی فہرست ہے۔ میں کوشش کروں گا۔ ان مسائل پر آپ سے سرسری گفتگو کی جائے۔

مندوبین حضرات!

آزاد کشمیر میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری اور اقتصادی ناہمواری ہے اور اس بے روزگاری کی وجہ سے ہمارے لاکھوں بھائی دیارِ غیر میں اپنا خون پسینہ ایک کر رہے ہیں۔ ان کے خون پسینہ کی کمائی پر اسلام آباد کراچی کے ایوانوں میں بیٹھے ہوئے نوکرشاہی کے پرزے عیاشیوں میں مصروف ہیں، یہ خدا کے عذاب کو آواز نہ دیں، کیونکہ خدا کا عذاب بہت ہی سخت ہوتا ہے، ہم نے حکومت کو بار بار کہا کہ یہ کروڑوں روپیہ کا زرمبادلہ جو ہمارے بھائی اپنا خون پسینہ ایک کر کے کما رہے ہیں آزاد حکومت کی ملکیت ہے۔ اسے آزاد علاقے میں خرچ کیا جائے مگر ابھی وہ ٹس سے مس ہوتے نظر نہیں آتے۔ منگلا ڈیم کی تعمیر کے وقت جو وعدے کئے گئے ان کو ابھی تک پورا نہیں کیا گیا۔ منگلا ڈیم کی رائیلٹی کا مطالبہ کرنا قانون کی کس کتاب میں جرم ہے۔

کیا یہ ہمارا حق نہیں؟ لاکھوں کلو واٹ بجلی ہم پیدا کریں مگر خود تاریکیوں میں ڈوبے رہیں۔ پنجاب کی کھیتیاں ہمارے پانی سے سیراب ہوتی ہوں، اور ہم پینے کے پانی سے محروم ہوں؟ کیا یہ ناانصافی وظلم نہیں؟ یہ مسلسل ناانصافی آخر کب ختم ہوگی۔ ذرائع مواصلات کی حالت ابتر ہے، ایک سازش کے تحت آزاد کشمیر کے اضلاع کو مواصلات کے ذریعے آپس میں نہیں ملایا گیا اور آزاد کشمیر کے کسی بھی ضلع میں جانے کے لئے آخر اسلام آباد کا طواف کیوں ضروری ہے۔ رابطہ سڑکوں کا کوئی وجود نہیں۔ حالیہ سالوں میں کئی اموات سڑکوں کی خستہ حالی کی وجہ سے ہو چکی ہیں، ان بے گناہ انسانوں کا خون کس کے سر ہے۔

محکمہ صحت کی شان ہی نرالی ہے۔ یہ ظلم کی انتہا نہیں کہ ضلع کوٹلی چار لاکھ آبادی والا ضلع ہے اور ایک بھی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔ ہسپتال ہے تو دوائی نہیں اور اگر دوائی ہے تو ڈاکٹر نہیں ہے۔ اس سے صورت حال کی سنگینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ طرف نظر دوڑائیں اس کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ ایک لنگڑی لولی یونیورسٹی بنا دی گئی حالانکہ مدتوں سے یہ چیخ و پکار جاری ہے کہ آزاد کشمیر میں میڈیکل کالج اور انجینئرنگ کالج قائم کیا جائے، کالجوں اور سکولوں کی ابتر حالت ہے۔ تعلیمی معیار دن بدن گرتا جا رہا ہے، کسی بھی تعلیمی ادارے میں کوئی بنیادی سہولت موجود نہیں۔ اس سے اگر طلبہ میں بے چینی بڑھتی ہے تو پھر حکومت سیخ پا کیوں ہوتی ہے۔ محکمہ تعلیم کی

محکمہ خوراک اندھا و بہرا ہے، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کا بیشتر حصہ پہاڑی ہے اور دور دراز مقامات پر غلہ کی فراہمی ایک مذاق بن کر رہ گئی ہے، حکومت کو چاہیے اس محکمہ کو نئے سرے سے منظم کرے تا کہ لوگوں کی بے چینی میں کمی ہو، آزاد کشمیر کے جنگلات جو آزاد کشمیر کی آمدن کا بنیادی ذریعہ ہے جس بے دردی سے لوٹا جا رہا ہے اس طرف سے حکمرانوں کی آنکھیں کیوں بند ہیں، یہی حالت محکمہ برقیات اور پی ڈبلیو ڈی کی ہے لاکھوں روپے آتے ہیں ان کی ناقص منصوبہ بندی کی نذر ہو جاتے ہیں۔ کوئی بھی ان بددیانت وخائنوں کو پوچھنے والا نہیں ہے۔ کیا وہ قوم بھی زندہ رہنے کے قابل ہوتی ہے جو اپنی اپنی سوسائٹی اور معاشرے میں بدکردار اور راشی افسروں کو کھلی چھٹی دے دے۔ میرپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے لوٹ مچا رکھی ہے، اور دن بدن صورت حال سنگین ہوتی جا رہی ہے، حکومت نے ملازموں کی ایک فوج ظفر موج بھرتی کر رکھی ہے۔ جس کی ضرورت نہیں ہے۔ قوم کے سرمایہ کو بامقصد خرچ کرنا چاہیے۔ میرپور کے لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے اور حکومت براہ راست لوٹ میں شامل ہے۔ مظفرآباد شہر کی حالت کیا ہے لاکھوں روپے شہر کے صفائی اور مثالی بنانے کے لئے مختص کئے گئے لیکن حالت جوں کی توں ہے۔ آزاد کشمیر کے دارالحکومت میں پینے کے پانی کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ راولاکوٹ اور کوٹلی کے لوگ اس صدی میں بھی سیوریج سسٹم سے محروم ہیں۔ پورے علاقے میں کہیں بھی چھوٹی موٹی انڈسٹری کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اسی طرح تمام دوسرے شہروں، قصبات و دیہات کی حالت ہے۔

معزز حضرات !

مہاجرین جموں کشمیر کی حالتِ زار سے کون واقف نہیں ہے۔ 34 سال گزر چکے ہیں، ابھی تک مہاجرین کو آباد نہیں کیا جا سکا، اب تو ان کو بے دخل کرنے کی کارروائیاں شروع ہو گئیں ہیں، 1947ء، 1965ء، 1971ء کے مہاجرین کی قربانیوں کا کیا یہی صلہ ہے۔ سٹیٹ پراپرٹی کا جس طرح ستیاناس کیا جا رہا ہے اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان لوگوں کے ساتھ یہ سوتیلی ماں کا سلوک کب تک رہے گا۔

جہاں تک انتخابات کا تعلق ہے ہم نہیں سمجھتے کہ آزاد کشمیر کے انتخابات کو پاکستان کے ساتھ منسلک کرنے کی کون سی تک ہے؟ ہمارا مطالبہ ہے کہ آزاد کشمیر میں آئین ساز اسمبلی قائم کی جائے اور اس میں گلگت، بلتستان و مہاجرین مقیم پاکستان کو متناسب نمائندگی ہو، تا کہ ایک بااختیار حکومت وجود میں آئے۔ جو نہ صرف عوام کے مسائل کو حل کرنے کی اہلیت رکھتی ہو بلکہ تحریکِ آزادی کے لئے ٹھوس و عملی جدوجہد بھی کر سکے۔

مسئلہ فکر

مندوبین وحضرات!

ان تمام حقائق سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں، اس وقت ہندوستانی مقبوضہ کشمیر میں ہمارے ہم وطنوں پر جو ظلم و ستم ہو رہا ہے، اس سے ہم بے خبر نہیں ہیں، ان کی اقتصادی وسماجی حالت مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ جنت نظیر کو جہنم کا نمونہ بنا دیا گیا ہے۔ لاکھوں ہندوستانی فوج کی موجودگی میں کیا ہمارے بہن بھائیوں کی عزت و ناموس محفوظ ہے۔ اگر نہیں تو یقیناً ہمارا فرض ہے کہ ان مظلوموں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جائیں۔ مقبوضہ کشمیر میں جن نوجوانوں نے دشمنوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر رکھا ہے۔ میں ان نوجوانوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، جو بھاری سنگینوں کے سائے میں بھی آزادی کے پرچم کو بلند کئے ہوئے ہیں۔ میں اس موقع پر دونوں طرف کے کشمیری لیڈروں سے گزارش کروں گا کہ وہ حالات کا بغور جائزہ لیں اور اس غلامانہ ذہنیت کو ترک کر دیں۔

اُس پار سے ہمارے کانوں میں یہ آوازیں آ رہی ہیں کہ وہ پبلک جلسوں میں کہتے پھرتے ہیں کہ "انہوں نے کشمیر کا بھارت کے ساتھ الحاق کیا تھا، عزتوں کا سودا نہیں کیا تھا"۔ ہم انہیں بلاخوفِ تردید بتا سکتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ الحاق کرنا ہی عزتوں کا سودا کرنا تھا۔ یہ الحاق غلامی کا دوسرا نام ہے۔ اور جب قوم مظلوم ہو جاتی ہے تو اس کی عزت اسی روز ختم ہو جاتی ہے۔ آج تک غلامی کا پٹہ گردنوں میں ڈال کر کوئی قوم باوقار مقام حاصل نہ کر سکی، عزت کا دوسرا نام آزادی ہے، اگر عزت چاہتے ہو تو آزادی کے لئے جیو اور آزادی کے لئے مرو، الحاق کی دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد اندرا گاندھی سے شکوے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہم محاذ کی طرف سے واشگاف اعلان کرتے ہیں ہمیں کسی ادارہ، کسی انجمن، کسی اسمبلی، اور کسی شخص کا یہ فیصلہ منظور نہیں ہے اور نہ ہی کسی کشمیری کو کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق ہے، ہم آزاد کشمیر میں بھی مقیم اقتدار کے بھوکے سیاستدانوں پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ الحاق کے نعرے لگا کر اپنے وظیفے بڑھانے کی ہزار کوشش کریں ہمارے نزدیک الحاق ایک ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ اصل مسئلہ کشمیر کی آزادی ہے۔ اس آزادی کا سودا کسی کو کسی حالت میں بھی کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

میرے ہم وطن بھائیو!

ضلع کوٹلی میں محاذ کا یہ عظیم الشان سالانہ کنونشن اپنی تاریخ میں پہلی بار ہو رہا ہے۔ آپ لوگ جس خلوص و ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے دور دراز علاقوں سے یہاں پہنچے ہیں اس کو کامیاب بنایا، میں آپ کے اس خلوص و ہمت کی داد دیتا ہوں اور خصوصاً اہل کوٹلی کے نوجوانوں نے جس جانفشانی سے دن رات محنت کر کے ناممکن کو ممکن بنایا، مبارک باد کے مستحق ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ہمتوں کو جواں و سدا بہار رکھے (آمین)۔

میں آخر میں ایک بار پھر تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں، یقین جانئے میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ آپ کا شکریہ ادا کر سکوں جو آپ کا حق ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ جو ذمہ داری آپ نے مجھ پر ڈالی ہے اللہ تعالیٰ اس میں سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی بے لوث دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میں اپنے فرائض منصبی پوری ایمانداری محنت اور کوشش سے ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو (آمین)۔ (وما علینا الا البلاغ)